باب اوّل

قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

(الف) عُلُوم القرآن

www.ilmkidunya.com

حاصلاتِ تعلّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:
- قرآنِ مجید کے فضائل اور خصوصیات (عالم گیریت، ابدیت، جامعیت اور کاملیت) جان سکیں۔ قرآنِ مجید کے اسمائے مبارکہ اور ان کے معانی کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔
- مکی مدنی سورتوں کی تعریف اور خصوصیات جانتے ہوئے آیاتِ احکام کے بنیادی تصور سے آگاہ ہو سکیں۔
- اس بات پر ایمان پختہ کر سکیں کہ قرآنِ مجید ایک آسمانی اور معجزاتی کتاب ہے۔
- قرآنِ مجید کے معجزہ ہونے پر یقین رکھتے ہوئے قرآنِ مجید کو آخری اور ابدی سرچشمۂ ہدایت سمجھتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

سوال ۱: قرآنِ مجید کی خصوصیات پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

جواب: ### قرآنِ مجید کی خصوصیات

علوم القرآن سے مراد وہ علوم ہیں جو مفسرین قرآن نے مضامین قرآن سے اخذ کیے ہیں، جیسے:

(۱) مکی و مدنی سورتیں (۲) محکمات و متشابہات (۳) سورتوں اور آیات کے شانِ نزول

(۴) حروف مقطعات (۵) ناسخ و منسوخ وغیرہ

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے، جو تقریباً تیئس (۲۳) سال کے عرصے میں نبی آخر الزماں حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کے لیے ہدایت کا پیغام اور رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے، جو قیامت تک زندہ رہے گا۔ قرآنِ مجید سابقہ آسمانی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے دیگر آسمانی کتب کا نگران بھی قرار دیا ہے۔ قرآنِ مجید بے شمار خصوصیات کا حامل اور ہر اعتبار سے بے مثل کلام ہے۔

قرآنِ مجید کی نمایاں خصوصیات

۱۔ عالمگیریت

عالمگیریت سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ مجید کا مخاطب پوری انسانیت ہے۔ پہلی آسمانی کتابیں کسی خاص قوم، علاقے یا نسل کے لیے نازل ہوئی تھیں، لیکن قرآنِ مجید ایک ایسی عالمگیر کتاب ہے جو ہر قسم کے علوم و معارف کا خزینہ ہے۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ" کے الفاظ سے تمام انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ (سورۃ ابراہیم: 52)

ترجمہ: یہ (قرآن) انسانوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کا) پیغام ہے۔

الغرض، قرآنِ مجید کی تعلیمات ہر دور، ہر علاقے اور ہر نسل کے لیے ہیں اور یہی اس کی عالمگیریت ہے۔

۲۔ کاملیت

کاملیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی ہدایات کامل اور مکمل ہیں۔ وحی کا سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا، وہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر آ کر ختم ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر دین مکمل کر دیا گیا اور قرآنِ مجید سابقہ تمام آسمانی کتابوں کی تعلیمات کی کامل ترین شکل ہے۔ قرآنِ مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (سُوْرَةُ التَّكْوِيْر:27)

ترجمہ: (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔

۳۔ جامعیت

جامعیت سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں زندگی کے تمام شعبوں کے لیے مکمل راہنمائی موجود ہے۔ بعض آسمانی کتابوں میں صرف اخلاقی ہدایات، عقائد، عبادات یا قانونی مسائل بیان ہوئے تھے، لیکن قرآنِ مجید ایک جامع کتاب ہے جس میں:

(۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرت (۵) اخلاقیات

(۶) قوانین کا مکمل بیان موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سُوْرَةُ النَّحْلِ:89)

ترجمہ: اور ہم نے آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم) پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔

الغرض، قرآنِ مجید ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں تمام مسائل کے حل کے لیے راہنمائی موجود ہے۔

۴۔ ابدیت

ابدیت سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی تعلیمات ہمیشہ کے لیے ہیں۔ یہ کتاب ہدایت، دین و دنیا کی سعادت کا سرچشمہ اور تمام امور کے لیے میزان ہے۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات ہر زمانے کے لیے قابلِ عمل ہیں۔ اس کی تعلیمات اتنی فطری ہیں کہ ہر دور کا انسان محسوس کرتا ہے کہ یہ اس کی راہنمائی کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات قیامت تک کے لوگوں کے لیے یکساں نفع بخش اور قابلِ عمل ہیں۔

سوال ۲: قرآنِ مجید کے چند اسمائے مبارکہ کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: قرآنِ مجید کے اسمائے مبارکہ

قرآنِ مجید کے متعدد ذاتی اور صفاتی نام ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1- اَلْقُرْاٰنُ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب
2- اَلذِّكْرُ وعظ و نصیحت پر مبنی کتاب
3- اَلْفُرْقَانُ حق اور باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب
4- اَلْكِتَابُ اللہ تعالیٰ کی خاص کتاب
5- اَلتَّنْزِيْلُ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتاب
6- اَلنُّوْرُ روشنی دکھانے والی کتاب
7- اَلْبُرْهَانُ واضح دلیل
8- اَلْمُبِيْنُ کھلی اور واضح راہ نمائی
9- اَلْعَزِيْزُ زبردست کتاب
10- اَلْكَرِيْمُ عزت والی کتاب
11- اَلشِّفَآءُ شفا دینے والی کتاب
12- اَلْعِلْمُ علم و معرفت کا خزانہ
13- اَلْحَكِيْمُ حکمت و دانائی سے بھرپور کتاب
14- اَلْمَجِيْدُ بزرگی والی کتاب
15- اَلْمُبَارَكُ بابرکت کتاب
16- اَلْحَقُّ حق و صداقت کا بیان

www.ilmkidunya.com

سوال ۳: مکی اور مدنی سورتوں کی پہچان، موضوعات، اسلوب اور مخاطبین کے اعتبار سے کیا بنیادی فرق ہے؟

جواب: **مکی اور مدنی سورتیں:** قرآنِ مجید ۳۰ پاروں اور ۱۱۴ سورتوں پر مشتمل ہے۔ ان سورتوں کو ان کے نزول کے زمانے اور مقام کے اعتبار سے "مکی" اور "مدنی" میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ **مکی سورتیں:** وہ سورتیں جو ہجرتِ مدینہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں، انھیں مکی سورتیں کہا جاتا ہے۔

خصوصیاتِ مکی سورتیں: مخاطب: مشرکینِ مکہ

اہم موضوعات

(۱) توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد (۲) صبر و استقامت کی تلقین (۳) گزشتہ امتوں کے واقعات

(۴) عقائد کی درستی اور اخلاقی اصلاح (۵) بت پرستی کی تردید

اسلوب

(۱) فصاحت و بلاغت پر زور (۲) مختصر اور اثر انگیز آیات (۳) چیلنج کے انداز میں قرآن کی معجزانہ شان کا اظہار

۲۔ **مدنی سورتیں:** وہ سورتیں جو ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوئیں، انھیں مدنی سورتیں کہا جاتا ہے۔

خصوصیاتِ مدنی سورتیں: مخاطب: مسلمانوں کی اسلامی ریاست (اہلِ ایمان)

اہم موضوعات

(۱) جہاد و قتال کے احکام (۲) عائلی و معاشرتی قوانین (نکاح، طلاق، وراثت)

(۳) حقوق و فرائض (نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج) (۴) اسلامی ریاست کے قوانین

اسلوب

(۱) سادہ اور واضح اندازِ بیان (۲) طویل آیات اور تفصیلی احکام

اکثر "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" (اے ایمان والو!) کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

مکی و مدنی سورتوں میں فرق

پہلو	مکی سورتیں	مدنی سورتیں
زمانۂ نزول	ہجرت سے پہلے	ہجرت کے بعد
مخاطب	مشرکینِ مکہ	مسلمان معاشرہ
موضوعات	عقائد، اخلاق، آخرت	احکام، قوانین، جہاد
اسلوب	مختصر، بلاغتی آیات	تفصیلی، قانونی احکام

الغرض، مکی سورتوں میں بنیادی عقائد اور ایمانیات پر زور دیا گیا، جبکہ مدنی سورتوں میں اسلامی معاشرے کی تشکیل اور عملی احکام بیان ہوئے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

سوال ۴: قرآنِ مجید کی آیاتِ احکام سے کیا مراد ہے، ان کی فقہِ اسلامی میں کیا اہمیت ہے اور مسلمانوں کی ان آیات کے حوالے سے کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جواب:

آیاتِ احکام کی تعریف

آیاتِ احکام سے مراد قرآنِ مجید کی وہ آیات ہیں جن میں اسلامی شریعت کے احکام اور قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ ان آیات میں عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشیات، معاشرت اور حدود و قصاص جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

فقہِ اسلامی میں آیاتِ احکام کی اہمیت

آیاتِ احکام کو فقہائے اسلام، اسلامی قانون کے اصولوں کی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہی آیات شریعتِ اسلامی کا عملی ڈھانچہ تشکیل دیتی ہیں۔

قرآنِ مجید کا عالمگیر اور دائمی پیغام

ہمیں چاہیے کہ قرآنِ مجید کی عالم گیریت، کاملیت، جامعیت اور ابدیت پر کامل ایمان رکھیں۔ یہ کتاب ہدایت نہ صرف ہر زمانے کے لیے ہے بلکہ ہر قوم اور ہر فرد کے لیے بھی مکمل دستورِ حیات ہے۔

عمل کی ضرورت

قرآنِ مجید کو صرف سمجھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قوموں کو اسی دستورِ حیات کے ذریعے عروج و زوال سے ہم کنار کرتا ہے۔

تاریخ کی گواہی

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جن اقوام نے قرآنِ مجید کے احکام پر خلوص دل سے عمل کیا، انھوں نے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابیاں حاصل کیں۔

مسلمانوں کی ذمہ داری

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآنِ مجید سے راہ نمائی حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کو اس کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی بھرپور کوشش کریں، تاکہ وہ دین و دنیا میں سرخرو ہو سکیں۔

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے:

(الف) قرآنِ مجید (ب) اسراء و معراج (ج) شق القمر (د) ردّ الشمس

(ii) قرآنِ مجید سابقہ آسمانی کتب کے لیے ہے:

(الف) ترجمہ (ب) محافظ (ج) تشریح (د) دیباچہ

(iii) قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل اور راہ نمائی موجود ہے:

(الف) تورات میں (ب) انجیل میں (ج) زبور میں (د) قرآنِ مجید میں

(iv) عقائد، عبادات، معاشرت اور اخلاقیات کے جامع بیان کی حامل کتاب ہے:

(الف) قرآنِ مجید (ب) تورات (ج) انجیل (د) زبور

www.ilmkidunya.com

(v) مکی سورتوں میں بیان ہے:

(الف) خاندانی و تمدنی قوانین کا (ب) ریاستی امور کا (ج) جہاد و قتال کا (د) توحید و رسالت کا

جوابات

(i)	(الف)	(ii)	(ب)	(iii)	(د)	(iv)	(الف)	(v)	(د)

اہم کثیر الانتخابی سوالات

۱۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

(الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

(ج) حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر (د) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر

۲۔ قرآنِ مجید کتنے عرصے میں نازل ہوا؟

(الف) ۱۰ سال (ب) ۱۵ سال (ج) ۲۳ سال (د) ۵ سال

۳۔ قرآنِ مجید میں انسانوں کے لیے کیا پیغام ہے؟

(الف) سیاست کا (ب) ہدایت کا (ج) تجارت کا (د) فنونِ لطیفہ کا

۴۔ قرآنِ مجید میں "یٰاَیُّھَا النَّاسُ" جیسے الفاظ کن کو مخاطب کرتے ہیں؟

(الف) صرف عربوں کو (ب) صرف مسلمانوں کو (ج) تمام انسانیت کو (د) صرف مکہ والوں کو

۵۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات ہر دور اور ہر قوم کے لیے ہیں، یہ کہلاتی ہے:

(الف) کاملیت (ب) جامعیت (ج) ابدیت (د) عالم گیریت

۶۔ قرآنِ مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، یہ اس کی کون سی خصوصیت ہے؟

(الف) جامعیت (ب) کاملیت (ج) ابدیت (د) آسانی

۷۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات ہر زمانے کے لیے قابلِ عمل ہیں، یہ اس کی کون سی خصوصیت ہے؟

(الف) جامعیت (ب) عالم گیریت (ج) ابدیت (د) اختصار

۸۔ مدنی سورتوں میں عام طور پر کس انداز میں خطاب کیا گیا ہے؟

(الف) "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" (ب) یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (ج) یَا قَوْمِ (د) یَا اَیُّھَا الْمَلَاُ

۹۔ مکی سورتوں میں کس چیز پر زور دیا گیا ہے؟

(الف) جہاد و قتال (ب) خاندانی قوانین (ج) ریاستی امور (د) توحید، رسالت، آخرت

۱۰۔ قرآنِ مجید کے وہ آیات جن میں شریعت کے احکام بیان ہوئے ہیں، کہلاتی ہیں:

(الف) محکمات (ب) متشابہات (ج) آیاتِ احکام (د) آیاتِ مغفرت

جوابات

(۱)	(ج)	(۲)	(ج)	(۳)	(ب)	(۴)	(ج)	(۵)	(د)
(۶)	(ب)	(۷)	(ج)	(۸)	(الف)	(۹)	(د)	(۱۰)	(ج)

www.ilmkidunya.com

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

(i) قرآنِ مجید ایک عالمگیر کتاب ہے، مختصر تحریر کریں۔

جواب: قرآنِ مجید ایک عالمگیر کتاب ہے جس کا پیغام تمام انسانیت کے لیے ہے۔ یہ صرف کسی خاص قوم یا علاقے کے لیے نہیں بلکہ ہر دور، ہر قوم اور ہر نسل کے لیے ہدایت کا پیغام ہے۔ قرآنِ مجید میں "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ" کے الفاظ سے تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآنِ مجید ہر انسان کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

(ii) قرآنِ مجید کی ابدیت کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

جواب: قرآنِ مجید کی تعلیمات ابدی ہیں، یعنی یہ کتاب قیامت تک کے لیے ہے۔ اس کی ہدایات ہر دور کے انسانوں کے لیے قابلِ عمل ہیں اور اس کی تعلیمات کبھی بھی پرانی نہیں ہوں گی۔ قرآنِ مجید کی ہدایات فطری ہیں اور ہر زمانے کے مطابق رہنمائی فراہم کرتی ہیں، اس کی تعلیمات میں کوئی تغیر نہیں آتا۔

(iii) قرآنِ مجید کے چار اسما کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: **الکتاب:** قرآنِ مجید کو کتاب کہا گیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کا مجموعہ ہے۔

الفرقان: قرآنِ مجید کو فرقان کہا گیا کیونکہ یہ حق اور باطل میں تمیز کرنے والا ہے۔

الہدیٰ: قرآنِ مجید کو ہدایت کہا گیا کیونکہ یہ انسانوں کو صحیح راستہ دکھاتا ہے۔

الشفا: قرآنِ مجید کو شفا کہا گیا کیونکہ یہ دلوں کی بیماریوں کا علاج ہے اور روحانیت میں سکون فراہم کرتا ہے۔

(iv) مکی اور مدنی سورتوں کے کوئی سے دو فرق واضح کریں۔

جواب: **مکی سورتیں:** یہ سورتیں ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ ان میں توحید، رسالت اور آخرت جیسے موضوعات پر زور دیا گیا ہے۔

مدنی سورتیں: یہ سورتیں ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں اور ان میں جہاد، حقوق و فرائض اور معاشرتی قوانین پر بحث کی گئی ہے۔

(v) آیاتِ احکام کے بارے میں مختصراً تحریر کریں۔

جواب: آیاتِ احکام وہ آیات ہیں جن میں اسلامی شریعت کے احکام اور قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشیات اور حدود و قصاص جیسے موضوعات شامل ہیں۔ فقہائے اسلام ان آیات کو اسلامی قانون کے اصولوں کی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اہم مختصر جوابی سوالات

۱۔ قرآنِ مجید کی عالمگیریت کیا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی عالمگیریت کا مطلب ہے کہ یہ کتاب تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا پیغام ہے، نہ کہ کسی خاص قوم یا علاقے کے لیے۔

۲۔ قرآنِ مجید کی کاملیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی کاملیت کا مطلب ہے کہ اس کی تمام ہدایات مکمل اور بھرپور ہیں اور یہ کتاب مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

۳۔ قرآنِ مجید کی جامعیت کیا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی جامعیت کا مطلب ہے کہ اس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے مکمل رہنمائی موجود ہے، جیسے عقائد، عبادات، معاملات،

www.ilmkidunya.com

۴۔ قرآنِ مجید کی ابدیت سے کیا مطلب ہے؟

جواب: قرآنِ مجید کی ابدیت کا مطلب ہے کہ اس کی تعلیمات قیامت تک کے لیے ہیں اور ہر دور کے انسان کے لیے قابل عمل ہیں۔

۵۔ مکی سورتوں کی خصوصیت کیا ہے؟

جواب: مکی سورتوں میں توحید، رسالت، آخرت اور اخلاقیات کے موضوعات پر زور دیا گیا ہے اور یہ سورتیں ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

۶۔ مدنی سورتوں کی خصوصیت کیا ہے؟

جواب: مدنی سورتوں میں معاشرتی قوانین، جہاد، حقوق و فرائض اور خاندانی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ سورتیں ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں۔

۷۔ آیاتِ احکام کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: آیاتِ احکام میں وہ قوانین اور احکام ہیں جو اسلامی شریعت کے مختلف شعبوں جیسے عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلق ہیں، جنھیں فقہائے اسلام قانون کی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

۸۔ قرآنِ مجید کا سب سے بڑا معجزہ کیا ہے؟

جواب: قرآنِ مجید نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے، جو قیامت تک زندہ رہے گا اور ہدایت کا پیغام دے گا۔

۹۔ قرآنِ مجید کا نازل ہونے کا طریقہ کیا تھا؟

جواب: قرآنِ مجید تقریباً ۲۳ سال کے عرصے میں نازل ہوا، جسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر آکر وحی کی صورت میں پہنچاتے تھے۔

۱۰۔ قرآنِ مجید کے کچھ اہم اسما کیا ہیں؟

جواب: قرآنِ مجید کے اہم اسما میں ''الکتاب'' (کتاب اللہ)، ''الفرقان'' (حق و باطل میں تمیز کرنے والا)، ''الہدیٰ'' (ہدایت دینے والی کتاب) اور ''الشفا'' (دلوں کی بیماریوں کا علاج) شامل ہیں۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

1۔ قرآنِ مجید کی خصوصیات پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے سوال نمبر ۱

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ سے سبق میں مذکور موضوعات پر گفت گو کروائیں۔ تفویض کار کریں کہ وہ اس موضوع پر مزید معلومات اکٹھی کر کے لائیں۔
- ''قرآنِ مجید کے اسمائے مبارکہ اور خصوصیات'' کے عنوان پر کمرا جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔
- قرآنِ مجید کے اسما اور خصوصیات کے بارے میں اہم نکات پر کمرا جماعت میں مذاکرے کا اہتمام کریں۔

www.ilmkidunya.com

علومُ الحدیث

حاصلاتِ تعلُّم

- اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:
- حجیت و حفاظت حدیث کے تناظر میں تدوینِ حدیث کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- تدوینِ حدیث کے دور ثانی اور ثالث میں حدیث نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی جمع و تدوین کے بارے میں جان سکیں۔
- کتب حدیث (صحاحِ ستہ اور کتب اربعہ) اور اقسام حدیث کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- شاملِ نصاب احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ کر اس کے عملی زندگی سے تعلق کا جائزہ لے سکیں۔
- اس بات پر ایمان پختہ کر سکیں کہ احادیثِ نبویہ تحریری صورت میں محفوظ کی گئیں اور قرآنِ مجید کے بعد حدیث مبارک ہی ہدایت اور راہ نمائی کا سرچشمہ ہے۔
- احادیثِ مُبارکہ کی حفاظت کے متعلق منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے پیدا کردہ شبہات سے محفوظ رہ سکیں۔
- احادیثِ مبارکہ میں موجود تعلیمات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- شاملِ نصاب احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ کر اس کے عملی زندگی سے تعلق کا جائزہ لے سکیں۔

سوال ۱: قرآنِ مجید اور حدیث کی اہمیت کو بیان کریں اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی پیروی کی ضرورت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: **قرآنِ مجید کی اہمیت اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی حدیث**

قرآنِ مجید کی اساس

قرآنِ مجید دین اور شریعت کی بنیاد ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر نازل ہوئی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ذمہ داری تھی کہ وہ قرآن کی تشریح و تفسیر کریں تاکہ مسلمانوں کو اس کی تعلیمات کو سمجھنے اور عمل کرنے میں مدد ملے۔

حدیث کی تعریف

حدیث نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریر اور صفات پر مشتمل ہوتی ہے۔

قول: وہ الفاظ جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی زبان مُبارک سے ادا فرمائے ہوں۔

فعل: وہ عمل جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے کیا ہو۔

تقریر: وہ قول یا عمل جو نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے سامنے کسی صحابیؓ یا صحابیہؓ سے ہوا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اس پر اعتراض نہ کیا ہو۔

صفات: نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی جسمانی خصوصیات جیسے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رنگت اور مبارک بال وغیرہ کا تذکرہ شامل ہو۔

قرآن اور حدیث کی اہمیت

قرآنِ مجید پر ایمان لانا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔ اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی احادیث کی پیروی بھی دین کا ایک ضروری تقاضا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرآن کی آیات کی تفہیم کے لیے بنیاد ہیں۔ ان پر عمل کرنا جنت و جہنم

www.ilmkidunya.com

کے عقائد اور ہماری زندگی کے تمام اہم معاملات کی اساس ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اتباع کی اہمیت

اُمتِ مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اقوال و افعال کے بغیر نہ قرآن مجید کو سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی تعلیمات پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو ''اُسوہ حسنہ'' قرار دیا ہے، یعنی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی مسلمانوں کے لیے نمونہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سُوْرَةُ الْحَشْرِ:7)

ترجمہ: ''اور جو کچھ رسول (ؐ) تمھیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اس سے) رُک جاؤ۔''

(اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی پیروی فرض ہے)

یہ پیغام مسلمانوں کو یہ سمجھاتا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات اور طریقے ہر مسلمان کے لیے لازمی ہیں۔

سوال ۲: تدوینِ حدیث اور اس کے ادوار پر مفصل نوٹ لکھیں۔

جواب:

تدوینِ حدیث کا پہلا دور

احادیث کی حفاظت کا اہتمام

قرآنِ مجید کی طرح احادیثِ نبویہ کی حفاظت بھی بہت ضروری تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ صرف احادیث کو یاد کیا بلکہ انھیں لکھ کر محفوظ بھی کیا۔ اس کے علاوہ، انھوں نے احادیث کی جمع و تدوین کا باقاعدہ اہتمام کیا اور اسے اگلی نسلوں تک منتقل کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیث کے مجموعے

عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیث کے مجموعے موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہو غیرہ کے پاس احادیث کے مجموعے موجود تھے۔

تابعین کا کردار

تابعین کے دور میں احادیث کی جمع و تدوین کو مزید تقویت ملی اور یہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور تابعین نے احادیث کی جمع و تدوین میں اہم کردار ادا کیا۔ تابعین کے دور میں احادیث کی تحقیق اور ترتیب پر بھی زور دیا گیا۔

مستشرقین اور منکرینِ حدیث کا رد

یہ دعویٰ کہ احادیث لکھنے کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا، مستشرقین اور منکرینِ حدیث کا بے بنیاد دعویٰ ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں ہی احادیث کے مجموعے موجود تھے اور ان کی جمع و تدوین کی کوششیں جاری تھیں۔

www.ilmkidunya.com

تدوینِ حدیث کا دوسرا دور

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا دور

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے دور (۹۹ ہجری) میں تدوینِ حدیث کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ان کی قیادت میں حدیث کی جمع و تدوین کو ایک نظامت کے تحت ترتیب دیا گیا۔

اہم شخصیات کی خدمات

اس دور میں مختلف اہم شخصیات نے احادیث کی جمع و تدوین میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں، جن میں شامل ہیں:

(۱) امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (۲) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (۳) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
(۴) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (۵) امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (۶) امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ
(۷) امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (۸) امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

صحابہ کرام اور اہل بیتؓ کے اقوال کی جمع و ترتیب

تدوینِ حدیث کے اس دور میں صرف احادیثِ نبویہ کی جمع و ترتیب نہیں کی گئی، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیتؓ عظام کے اقوال و آثار اور تابعین کی آراء اور اقوال کو بھی جمع کیا گیا۔

احادیث کی کتابوں کی ترتیب

اس دور میں احادیثِ نبویہ کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا اور مشہور حدیث کی کتابوں کی ترتیب دی گئی، جن میں شامل ہیں:

(۱) موطا (۲) مسند (۳) سنن (۴) مصنف (۵) جامع

اس طرح تدوینِ حدیث کے دوسرے دور میں احادیث کی مختلف کتابوں اور مجموعوں کی بنیاد رکھی گئی، جس سے احادیث کی حفاظت اور طلبِ علم میں آسانی پیدا ہوئی۔

تدوینِ حدیث کا تیسرا دور

تدوینِ حدیث کا عروج

تیسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کا کام اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اس دور کو صرف جمع و تدوین کا نہیں بلکہ علمِ حدیث کی ترویج و اشاعت کا دور قرار دیا جاتا ہے۔ اس دور میں محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے پوری دنیا سے احادیث جمع کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی صحت و ضعف کی جانچ بھی کی۔

اسناد اور راویوں کی تحقیق

احادیث کی سند کی مکمل جانچ کی گئی۔

راویوں کی زندگی، کردار اور حافظے کے متعلق تحقیق کے لیے "علم اسماء الرجال" اور "علمِ جرح و تعدیل" جیسے علوم وجود میں آئے۔

صحیح احادیث کو ضعیف احادیث سے الگ کیا گیا اور انھیں ترتیب سے محفوظ کیا گیا۔

www.ilmkidunya.com

احادیث کی نئی طرز پر ترتیب

اس دور میں احادیث کی کتابوں کو نئے انداز میں ابواب کے تحت ترتیب دیا گیا۔ اسی دور میں صحاحِ ستہ (چھ مستند کتبِ حدیث) مرتب ہوئیں جو درج ذیل ہیں۔:

(i)	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	(المتوفی ۲۵۶ھ)
(ii)	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیری	(المتوفی ۲۶۱ھ)
(iii)	جامع ترمذی	محمد بن عیسی ترمذی	(المتوفی ۲۷۹ھ)
(iv)	سنن ابی داؤد	سلیمان بن اشعث السجستانی	(المتوفی ۲۷۵ھ)
(v)	سنن نسائی	احمد بن شعیب النسائی	(المتوفی ۳۰۳ھ)
(vi)	سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید ابن ماجہ	(المتوفی ۲۷۳ھ)

اہلِ تشیع کی مستند کتب حدیث (اصولِ اربعہ)

اہلِ تشیع کے نزدیک مستند کتب حدیث کو اصولِ اربعہ کہا جاتا ہے، جن میں شامل ہیں:

الکافی	ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی	(المتوفی ۳۲۹ھ)
من لایحضرہ الفقیہ	ابو جعفر محمد علی بن بابویہ قمی	(المتوفی ۳۸۱ھ)
الاستبصار	ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی	(المتوفی ۴۶۰ھ)
تہذیب الاحکام	ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی	(المتوفی ۴۶۰ھ)

حدیث کی اقسام اور اصطلاحات

تدوینِ حدیث کے اس دور میں احادیث کی درجہ بندی کے لیے باقاعدہ اصطلاحات وضع کی گئیں:

مرفوع حدیث: وہ حدیث جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے قول، فعل یا تقریر پر مشتمل ہو۔

موقوف حدیث: وہ قول یا فعل جو کسی صحابیؓ سے مروی ہو۔

صحیح حدیث: وہ حدیث جس کی سند معتبر، راوی ثقہ اور متن محفوظ ہو۔

ضعیف حدیث: وہ حدیث جس میں سند، راوی یا متن میں ضعف پایا جائے۔

اس دور کی محنت اور علمی معیار نے احادیث کی حفاظت کو ایک مضبوط اور قابلِ اعتماد بنیاد فراہم کی۔

www.ilmkidunya.com

منتخب احادیثِ مُبارکہ

حدیث نمبر 1 — جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (صحیح بخاری: ۷۱، الکافی، ج ۱، ص ۳۳)

ترجمہ: ''جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔''

حدیث کا مفہوم

اللہ تعالیٰ جس شخص سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی گہری سمجھ (فقہ) عطا کرتا ہے تاکہ وہ دین کی تعلیمات کو درست طریقے سے سمجھے، اس پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی رہنمائی فراہم کر سکے۔

تشریح

۱۔ حدیث کا مفہوم اور عظمت

یہ حدیث دین کی سمجھ (فقہ فی الدین) کی عظمت اور اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ دین کی سچی سمجھ ایک عام نعمت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے جو وہ صرف ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جن کے ساتھ وہ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے۔

۲۔ فقہ فی الدین کی حقیقت

دین کی سمجھ میں شامل ہے۔ قرآن و حدیث کی معرفت، حلال و حرام کی تمیز، عقائد و عبادات کا گہری پہچان، یہ تمام پہلو دین کی جامع بصیرت اور صحیح فہم کی بنیاد ہیں۔

۳۔ دینی علم کی برکتیں

اس حدیث سے یہ پیغام ملتا ہے کہ دینی علم حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ اس پر عمل کرنا نجات کا راستہ ہے۔

۴۔ اہلِ علم کی قدر و منزلت

یہ حدیث علماء، طلبہ اور اہلِ علم کی عظمت اور اہم مقام کو بیان کرتی ہے۔ یہ ہمیں دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اہلِ علم کی صحبت اختیار کرنے کی اہمیت واضح کرتی ہے۔

۵۔ عملی پیغام

اس حدیث کا عملی پیغام یہ ہے کہ دین کی گہری سمجھ حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے مطلوب ہے۔ دینی تعلیم کے ذریعے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔

حدیث نمبر 2 — قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاقِ حسنہ سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی

فَمَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ

(جامع ترمذی: ۲۰۰۲، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۸، ص ۴۴۳۰)

www.ilmkidunya.com

ترجمہ: ''قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاقِ حسنہ سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو بے حیا اور بد زباں ہو۔''

حدیث کا مفہوم

قیامت کے دن مؤمن کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور ان اعمال میں سب سے زیادہ وزنی چیز اچھے اخلاق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ شخص پسند نہیں جو بے حیائی کا مظاہرہ کرتا ہے اور دوسروں سے بدتمیزی سے بات کرتا ہے۔

تشریح

۱۔ اسلام میں اخلاقِ حسنہ کی اہمیت

یہ حدیث اسلامی اخلاقیات کی قدر و منزلت کو اُجاگر کرتی ہے۔ قیامت کے دن مؤمن کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور سب سے زیادہ وزنی عمل ''اخلاقِ حسنہ'' یعنی اچھے اخلاق ہوں گے۔ اس میں نرمی، خوش اخلاقی، صبر، برداشت اور لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک شامل ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ صفات

حدیث میں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بے حیا (جو شرم و حیا کی حدود کو توڑے) اور بدزبان (جو گالی گلوچ یا تلخ کلامی کرے) شخص پسند نہیں۔ ایسی صفات انسان کے کردار کو بگاڑ دیتی ہیں اور معاشرے میں نفرت اور فساد پھیلاتی ہیں۔

۳۔ عبادات کے ساتھ حُسنِ اخلاق کی ضرورت

اسلامی تعلیمات میں عبادات (نماز، روزہ وغیرہ) کی بڑی اہمیت ہے، مگر یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ صرف عبادات کافی نہیں، بلکہ حُسنِ اخلاق بھی لازمی ہے۔ حُسنِ سلوک اور نرم گفتاری کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔

۴۔ قیامت کے دن نجات کا ذریعہ

جو شخص اپنے اخلاق و کردار کو درست رکھتا ہے، اس کی نجات کے امکانات زیادہ ہوں گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بھاری نیکی اچھے اخلاق ہوں گے اور یہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔

حدیث نمبر 3 | جس شخص نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی تکلیف دور کرے گا۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ

(صحیح مسلم: 6853، 2699، وسائل الشیعة، ج16، ص: 372)

ترجمہ: جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دُور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دُور کرے گا اور جس شخص نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا دیتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

حدیث کا مفہوم

''جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی مشکل دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مشکل آسان کرے گا۔ جو تنگدست کے لیے آسانی پیدا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا کرے گا۔ جو کسی مسلمان کی عزت کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔''

تشریح

۱۔ انسانی ہمدردی اور خدمت کا عظیم اجر

اس حدیث مبارکہ میں انسانی ہمدردی، خیر خواہی اور مدد کے اعلیٰ اخلاقی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ چاہے وہ مالی ہو، جسمانی ہو یا جذباتی تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ قیامت کے دن اس کی مشکلات کو آسان بنا کر دیتا ہے۔

۲۔ تنگدست کی مدد: دنیا و آخرت میں آسانی

معاشی مشکلات کا شکار افراد کی مدد اور ان کے لیے آسانی پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بے حد پسندیدہ عمل ہے۔ ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ خود دنیا اور آخرت میں آسانیاں پیدا فرماتا ہے، کیونکہ وہ بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔

۳۔ عزت و حرمت کی حفاظت

کسی مسلمان کی عزت اور راز کی حفاظت کرنا بھی ایک نیکی ہے۔ اگر کوئی کسی کی پردہ پوشی کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ دوسروں کی غلطیوں یا کمزوریوں کو ظاہر کرنے کے بجائے ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

۴۔ مدد کی مسلسل برکت

حدیث کے آخر میں ایک جامع اصول بیان کیا گیا ہے کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔ یعنی مدد کرنے والا خود اللہ تعالیٰ کی مدد میں ہوتا ہے اور اس کی زندگی میں برکت، سکون اور کامیابی شامل ہو جاتی ہے۔

۵۔ اسلامی معاشرے کا تصور

یہ حدیث ایک مثالی اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھتی ہے، جہاں ہر فرد دوسرے کی مدد، حمایت اور خیر خواہی کو اپنا فرض سمجھے۔ ایسا معاشرہ محبت، بھائی چارے اور خیر و برکت سے بھرپور ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 4	قیامت کے دن اُس کی عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اُسے کن کاموں میں ختم کیا۔

لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهٖ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيمَ فَعَلَ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيمَ أَنْفَقَهٗ وَعَنْ جِسْمِهٖ فِيمَ أَبْلَاهُ۔

(جامع ترمذی: 2416، بحار الأنوار، ج36، ص: 80)

ترجمہ: ''قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا۔''

www.ilmkidunya.com

حدیث کا مفہوم

قیامت کے دن انسان کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے چار باتوں کا حساب نہ لے لیا جائے:

(۱) اس کی عمر کہاں صرف ہوئی؟ (۲) اس نے جو علم حاصل کیا، اس پر کتنا عمل کیا؟

(۳) اس نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) اس نے اپنے جسم کو کن کاموں میں استعمال کیا؟

تشریح

۱۔ عمر کا حساب

انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال اس کی عمر کے بارے میں ہوگا کہ اس نے اپنی زندگی نیک اعمال، علم، خدمت اور عبادت میں گزاری یا گناہوں، کھیل تماشے اور غفلت میں ضائع کر دی۔

۲۔ علم پر عمل کا سوال

علم حاصل کرنا نیکی ہے، لیکن اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔ صرف جان لینا کافی نہیں، بلکہ اس علم کو کردار اور عمل میں ڈھالنا ضروری ہے۔ اس لیے علم پر عمل نہ کرنے والا سخت باز پرس کا سامنا کرے گا۔

۳۔ مال کے ذرائع اور استعمال

اسلام میں مال کا حساب بہت اہم ہے۔ انسان سے یہ پوچھا جائے گا کہ اس نے مال کس ذریعے سے کمایا۔ حلال یا حرام؟ اور کہاں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں، ضرورت مندوں پر یا فضول اور ناجائز کاموں پر؟ یہ مالی دیانت داری اور معاشی احتیاط کی تعلیم ہے۔

۴۔ جسمانی توانائی کا مصرف

اللہ تعالیٰ انسان کو صحت، طاقت اور وقت عطا فرماتا ہے۔ قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ جسم کی توانائی اور صحت کو کہاں استعمال کیا؟ عبادت، خدمت، محنت اور بھلائی کے کاموں میں یا لہو ولعب، گناہوں اور وقت کے ضیاع میں؟

حدیث نمبر 5 | سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔

(صحیح بخاری: 2766، وسائل الشیعة، ج15، ص: 331)

ترجمہ: سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت عطا فرمائی ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں سے بھاگ جانا، پاک دامن ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔'' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا: ''یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم وہ کون سے گناہ ہیں؟'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

www.ilmkidunya.com

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (شرک کرنا) (۲) جادو کرنا
(۳) کسی کو ناحق قتل کرنا جس کی جان کو اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے (۴) سود کھانا
(۵) یتیم کا مال ناحق کھانا (۶) جنگ کے میدان سے بزدلی کی وجہ سے بھاگ جانا
(۷) پاک دامن، معصوم، ایمان دار عورتوں پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانا

تشریح

اس حدیثِ مبارکہ میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان سات بڑے اور تباہ کن گناہوں کا ذکر فرمایا ہے جو نہ صرف انسان کی دنیا اور آخرت کو برباد کرتے ہیں بلکہ معاشرتی فساد اور اخلاقی گراوٹ کا بھی سبب بنتے ہیں۔

شرک

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنانا سب سے بڑا گناہ ہے کیونکہ یہ توحید کے منافی ہے اور معافی کے قابل نہیں جب تک کہ انسان توبہ نہ کرے۔

جادو کرنا

یہ نہ صرف حرام ہے بلکہ دوسروں کو نقصان پہنچانے والا عمل ہے جو ایمان کو متزلزل کر دیتا ہے۔

ناحق قتل

کسی بے گناہ انسان کو قتل کرنا ایک عظیم جرم ہے، قرآنِ مجید میں ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

سود کھانا

سودی نظام معاشرے میں ظلم، غربت اور اخلاقی برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے جنگ کے مترادف ہے۔

یتیم کا مال کھانا

یتیم بے سہارا اور کمزور ہوتا ہے، اس کا مال کھانا بہت بڑا ظلم ہے جس پر سخت عذاب کی وعید ہے۔

جنگ سے بھاگ جانا

جب مسلمان جہاد میں ہوں اور دشمن کے سامنے سے بزدلی دکھاتے ہوئے پیٹھ پھیر دیں تو یہ نہ صرف کمزوری کا اظہار ہے بلکہ دوسروں کو بھی نقصان پہنچانے کا باعث بنتا ہے۔

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا

یہ نہ صرف اس عورت پر حملہ ہے بلکہ پورے معاشرے کے اخلاقی ڈھانچے کو کمزور کرتا ہے۔ شریعت میں اس پر حد قذف مقرر کی گئی ہے۔

حدیث نمبر 6

تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔

مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ. (صحیح مسلم: 177، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج 12، ص: 193)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے، اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ (قوت) سے روک دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل

سے (اسے برا سمجھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے، تو وہ اسے اپنے ہاتھ (یعنی طاقت یا عمل سے) روکے۔ اگر اتنی طاقت نہ رکھتا ہو، تو اپنی زبان (یعنی نصیحت اور تنبیہ) سے روکے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو، تو دل سے (یعنی اپنے دل میں) اسے برا سمجھے اور یہ (برا سمجھنا) ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔''

تشریح

یہ حدیثِ مبارکہ اصلاحِ معاشرہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) کے اہم اسلامی اصول کو بیان کرتی ہے۔ اس میں مؤمن کے ایمان کی ایک عملی علامت بھی بیان کی گئی ہے۔

برائی کو ہاتھ سے روکنا

اگر انسان کے پاس طاقت، اختیار یا ذمہ داری ہو (جیسے والدین، حکمران یا استاد)، تو وہ برائی کو عملی طور پر روکنے کا مکلّف ہے۔ مثال کے طور پر، والدین بچوں کو برائی سے روکیں، یا حکومت بدامنی یا جرم کو بزورِ طاقت روکے۔

زبان سے روکنا

اگر کسی کو عملی اختیار نہیں، تو کم از کم وہ برائی کے خلاف زبان سے بات کرے، سمجھائے، نصیحت کرے یا خیر خواہی کرے۔ یہ عمل بھی بہت اہم ہے کیونکہ یہ معاشرے کو بیدار کرنے میں کردار ادا کرتا ہے۔

دل سے برا سمجھنا

اگر انسان نہ روکنے کی طاقت رکھتا ہو اور نہ بولنے کی ہمت، تو کم از کم دل میں اس برائی کو ناپسند کرے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ برائی کو برائی ہی سمجھے، اس پر راضی نہ ہو۔ یہ ایمان کی علامت ہے، اگرچہ یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

اصل پیغام

اس حدیث کا مقصد ہمیں صرف تماشائی بننے سے روکنا ہے۔ برائی کو دیکھ کر خاموشی، لاپروائی یا بے حسی ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ایک سچا مؤمن معاشرے کی اصلاح میں اپنی استطاعت کے مطابق کردار ادا کرتا ہے۔

حدیث نمبر 7	دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

(صحیح بخاری: 6412، سفینۃ البحار، ج 6، ص: 601)

ترجمہ: ''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔''

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں رہتے ہیں: صحت اور فراغت (یعنی خالی وقت)۔''

www.ilmkidunya.com

تشریح

یہ حدیثِ مبارکہ ہمیں ان دو عظیم نعمتوں کی اہمیت یاد دلاتی ہے جنھیں اکثر انسان معمولی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کا صحیح استعمال دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

صحت (تندرستی)

صحت ایک ایسی دولت ہے جس کی قدر اکثر لوگ بیماری میں جانے کے بعد کرتے ہیں۔ جب انسان تندرست ہوتا ہے، تو وہ عبادات، محنت، علم حاصل کرنے، دوسروں کی خدمت اور دیگر نیک اعمال بخوبی انجام دے سکتا ہے، لیکن اکثر لوگ صحت کو غفلت میں گزار دیتے ہیں اور جب بیمار ہوتے ہیں تو حسرت کرتے ہیں۔

فراغت (خالی وقت)

یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کے پاس ذمہ داریوں کا بوجھ کم ہوتا ہے یا اس کے پاس کچھ فرصت ہوتی ہے، لیکن اکثر لوگ اس وقت کو فضول کاموں، لہو و لعب یا سستی میں ضائع کر دیتے ہیں، جبکہ یہی وقت علم حاصل کرنے، عبادت، خدمت خلق اور خود کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں متنبہ کرتی ہے کہ صحت اور خالی وقت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قیمتی نعمتیں ہیں اور جو شخص ان کا درست استعمال نہیں کرتا وہ نقصان اُٹھاتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ان نعمتوں کی قدر کرے اور انھیں نیک اعمال سیکھنے، کمانے اور زندگی سنوارنے کے لیے بروئے کار لائے۔

حدیث نمبر 8	حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں۔

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ

(صحیح بخاری: 52، الھدایا لشیعة أئمة الھدی ج 1، ص: 613)

ترجمہ: حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں، جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے، وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں (بس ان سے بچو)

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حلال (چیزیں) واضح ہیں اور حرام بھی واضح ہیں اور ان کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ (شبہ والی) ہیں جنھیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کر لی۔ اور جو ان میں پڑ گیا، وہ ایسا ہے جیسے کوئی چرواہا کسی ممنوعہ

چراگاہ کے قریب جانور چراتا ہے، وہ قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی زمین پر وہ چیزیں ہیں جو اس نے حرام کی ہیں۔"

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حلال، حرام اور شبہ والی چیزوں کے بارے میں نہایت اہم اصول بیان فرمایا ہے جو ہر مسلمان کے لیے راہِ ہدایت ہے۔

حلال اور حرام کی وضاحت

دینِ اسلام میں بہت سی چیزیں واضح طور پر حلال اور بہت سی چیزیں واضح طور پر حرام قرار دی گئی ہیں، جیسے کھانے پینے کی اشیا، لین دین کے طریقے، اخلاقی اعمال وغیرہ۔

شبہ والی چیزیں

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں عام لوگوں کو واضح علم نہیں ہوتا کہ وہ حلال ہیں یا حرام۔ اگر انسان ان چیزوں سے پرہیز کرے تو یہ تقویٰ کی علامت ہے اور وہ اپنے دین اور عزت کو بچا لیتا ہے کیونکہ وہ گناہ میں پڑنے سے بچ جاتا ہے۔

مثال سے وضاحت

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے شبہ والی چیزوں میں چرنے والے کی مثال چرواہے سے دی جو ممنوعہ (بادشاہ کی محفوظ) چراگاہ کے قریب جانور چراتا ہے۔ وہ خطرے میں ہوتا ہے کہ کبھی لاپروائی سے جانور چراگاہ میں داخل ہو جائیں اور وہ مجرم قرار پائے۔ اسی طرح مشتبہ چیزوں میں پڑنے والا بھی خطرے میں ہوتا ہے کہ کہیں وہ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی چراگاہ

جیسے دنیا میں بادشاہوں کی حدود ہوتی ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بھی حدود ہیں اور وہ حدود وہ چیزیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ان سے بچنا فرض ہے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں احتیاط، تقویٰ اور خود احتسابی کا سبق دیتی ہے۔ جو شخص دین میں محتاط رہتا ہے اور صرف حلال پر اکتفا کرتا ہے، وہ نہ صرف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کرتا ہے۔ مشتبہ چیزوں سے بچنا ایمان کی مضبوطی اور اخلاقی بلندی کی علامت ہے۔

حدیث نمبر 9

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اُن مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ

(صحیح بخاری: 5885، بحار الأنوار، ج 76، ص: 66)

ترجمہ: "رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔"

www.ilmkidunya.com

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔''

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کے درمیان فطری، اخلاقی اور معاشرتی فرق کو قائم رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلام میں مرد اور عورت کی الگ الگ شناخت، کردار اور فطرت ہے اور ان کا باہمی فرق اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق ہے۔

مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا

اس میں وہ مرد شامل ہیں جو عورتوں کی طرح لباس پہنیں، بول چال، انداز، زیور یا زیب و زینت اپنائیں یا کسی بھی انداز میں خود کو عورتوں جیسا بنانے کی کوشش کریں۔ ایسا کرنا فطرت کے خلاف اور دین کی حدود سے تجاوز ہے۔

عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا

اس میں وہ عورتیں شامل ہیں جو مردوں کی طرح لباس، انداز، آواز، چال ڈھال یا کام کا طریقہ اپناتی ہیں تاکہ مردوں جیسی بنیں۔ یہ بھی فطرت اور شریعت کی مخالفت ہے۔

لعنت کا مطلب

لعنت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی۔ یعنی یہ فعل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور ایسا کرنے والے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے۔

مقصد

اسلام میں مرد اور عورت کی علیحدہ شناخت، کردار اور فطری ذمہ داریاں مقدس سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی حدود اور وقار کا تحفظ معاشرتی توازن، اخلاقی اقدار اور دینی نظام کے لیے ضروری ہے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطری ساخت اور جنس کی پہچان کو قبول کرنا چاہیے اور اس میں بگاڑ پیدا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مرد و عورت دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اپنی فطری، اخلاقی اور شرعی حدود میں رہ کر زندگی گزاریں، تاکہ معاشرہ اعتدال اور توازن پر قائم رہے۔

حدیث نمبر 10	سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔

إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ

(صحیح بخاری: 5973، بحار الأنوار، ج 71، ص: 47)

ترجمہ: ترجمہ: یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا کہے گا۔

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔''

پوچھا گیا: ''یارسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت کر سکتا ہے؟''

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

''وہ شخص دوسرے کے والد کو برا کہے گا، تو دوسرا بھی اس کے والد اور اس کی ماں کو برا کہے گا۔''

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے والدین کی عظمت اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے اور اس بات کو بیان کیا ہے کہ کسی شخص کے اپنے والدین پر لعنت کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

والدین پر لعنت کا مفہوم

والدین پر لعنت کرنا ایک انتہائی سنگین گناہ ہے، کیونکہ والدین وہ ہیں جو انسان کی پرورش کرتے ہیں، اس کی تربیت کرتے ہیں اور اس کے لیے دنیا و آخرت میں بہترین کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ بدسلوکی یا ان پر لعنت کرنا نہ صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق کی خلاف ورزی ہے بلکہ معاشرتی اخلاقیات کے بھی خلاف ہے۔

والدین پر لعنت کیسے کر سکتا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوال کیا کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کیسے کر سکتا ہے؟ تو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک شخص دوسرے کے والدین کو بُرا کہے گا، تو دوسرا شخص بھی اسی ردِعمل میں اس کے والدین کو بُرا کہے گا۔ اس طرح اس شخص کی اپنی غلط زبان کی وجہ سے اس کے والدین بھی گالیوں کا نشانہ بنیں گے اور یہ ایک طرح سے اس کی اپنے ہی والدین پر لعنت کرنے کا سبب بنے گا۔

معاشرتی اثرات

جب انسان دوسرے کے والدین یا خاندان پر لعنت کرتا ہے، تو یہ ایک زہر کی طرح پورے معاشرے میں پھیلتا ہے، جو نہ صرف اس کے اپنے والدین کے بارے میں برائی کا سبب بنتا ہے، بلکہ دوسروں میں بھی اس کے والدین کے بارے میں بدگمانی پیدا کرتا ہے۔

والدین کے حقوق کی اہمیت

اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک، ادب اور عزت بہت ضروری ہے۔ ہمیں اپنے والدین کو ہر حال میں عزت دینی چاہیے، چاہے وہ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں، کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں والدین کی عزت و تکریم کا درس دیتی ہے اور ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ کسی بھی شخص کا اپنے والدین کو برا کہنا یا ان پر لعنت کرنا نہ صرف اس کے لیے گناہ ہے بلکہ معاشرتی سطح پر بھی یہ تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہمیں اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ ادب، محبت اور

www.ilmkidunya.com

احترام کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ان کی دعاؤں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے۔

حدیث نمبر 11	مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیوں کہ اس کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

(صحیح بخاری: 2448، نهج الفصاحة، ص: 162)

ترجمہ: ''مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیوں کہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مظلوم کے حق میں بددعا کی شدت کو بیان کیا ہے اور اس کے اثرات کے بارے میں آگاہ کیا ہے۔ یہاں پر جو نکات ہیں، ان کی وضاحت کی جاتی ہے:

مظلوم کی بددعا کی اہمیت

مظلوم وہ شخص ہوتا ہے جسے کسی کی طرف سے ظلم و زیادتی کا سامنا ہو۔ جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بددعا کرتا ہے، تو اس کی بددعا کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلومیت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مظلوم کی دعاؤں کو رد نہیں کیا جاتا۔

دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا

اس بات کا مطلب ہے کہ مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ تک فوراً پہنچتی ہے اور اس میں کسی بھی قسم کا رکاوٹ یا پردہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو سنتا ہے اور اس پر ردعمل ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے مظلوم کی بددعا انتہائی مؤثر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوتی ہے۔

ظلم کی سزا

یہ حدیث ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ظلم کی سزا نہ صرف اس دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا بدلہ بھی ضرور لیا جائے گا۔ اس لیے ہمیں دوسروں پر ظلم کرنے سے بچنا چاہیے، کیونکہ مظلوم کی بددعا میں بہت طاقت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے جلدی سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عدلیہ

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انصاف بہت مضبوط ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی مظلوم کے حق کو ضائع نہیں جانے دیتا اور اس کی بددعا کو رد نہیں کرتا۔ مظلوم کی بددعا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انتباہ اور اللہ تعالیٰ کی عدالت کا حصہ بن سکتی ہے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ظلم سے بچنا ضروری ہے اور کسی بھی شخص کے ساتھ زیادتی کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ مظلوم کی بددعا سے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے انصاف کے تحت ڈرنا چاہیے بلکہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی مظلوم کی دعاؤں کو ضائع نہیں کرتا۔

www.ilmkidunya.com

حدیث نمبر 92 | جو کچھ اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حرام فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔

يُوشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يُحَدَّثُ بِحَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِي فَيَقُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللهُ

(سنن ابن ماجه: 12، رياض السالكين في شرح صحيفة سيد الساجدين، ج 3، ص: 381)

ترجمہ: عنقریب (ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ) آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اسے میری کوئی حدیث سنائی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، اسے حلال مانیں گے اور جو چیز حرام ملے گی اسے حرام مانیں گے۔ (حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا) خبردار! جو کچھ اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حرام فرمایا وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔"

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

"عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اسے میری کوئی حدیث سنائی جائے گی تو وہ کہے گا: ہمارے اور تمھارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے گی، اسے حلال مانیں گے اور جو چیز حرام ملے گی، اسے حرام مانیں گے۔" حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "خبردار! جو کچھ اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حرام فرمایا ہے، وہ بھی اسی طرح حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔"

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک آنے والے دور کی پیش گوئی کی ہے جس میں لوگوں کی سوچ اور عمل میں تبدیلی آجائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ اپنی خواہشات اور عقل کے مطابق دین کے احکام کو سمجھنے لگیں گے اور قرآن وسنت کے واضح حکم کو نظر انداز کریں گے۔

لوگوں کا دین سے لاپرواہونا

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کچھ لوگ اپنی ذاتی خواہشات اور آسانیوں کے مطابق دین کو سمجھیں گے۔ جب انھیں کوئی حدیث سنائی جائے گی تو وہ کہیں گے کہ ہمیں قرآنِ مجید یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو حکم ملے گا، ہم اسی کو تسلیم کریں گے اور باقی چیزوں کو نظر انداز کردیں گے۔

قرآن اور سنّت کا تعلق

اس حدیث میں بہت اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے برابر سمجھنا ضروری ہے۔ کوئی بھی حکم جو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ قرآن اور سنت دونوں ایک ہی ذریعہ ہیں اور دونوں کا اتباع ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

www.ilmkidunya.com

سنت کے احکام کی اہمیت

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صاف طور پر کہا کہ جو حکم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حرام کیا ہے، وہ بھی حرام ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن اور سنت میں کوئی فرق نہیں۔ اگر قرآن میں کوئی حکم ہے تو اس کی تشریح اور وضاحت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سنت سے ہی کی جاتی ہے۔

دین میں بگاڑ کی طرف اشارہ

یہ حدیث دراصل اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ دین کے اصولوں کو اپنی خواہشات کے مطابق تبدیل کرنے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ لوگ اپنی مرضی سے دین کی تفصیلات کو نظر انداز کر کے اپنی پسند کے مطابق فیصلہ کریں گے، جو کہ دین میں بگاڑ کا سبب بنے گا۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ قرآن اور سنت دونوں کا اتباع ضروری ہے اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اگر ہم دین میں کسی تبدیلی کی کوشش کرتے ہیں، تو ہم اصل حقیقت کو چھوڑ رہے ہیں اور اس کا نقصان ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں ہو سکتا ہے۔ دین کے اصولوں کو اپنی خواہشات کے مطابق نہ بدلا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے۔

حدیث نمبر 13 | اُس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اُسے اختیار کرو جو تمہیں شبہ میں نہ ڈالے۔

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ

(جامع ترمذی: 2518، وسائل الشیعۃ ج 27، ص: 168)

ترجمہ: ''اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے اور بے شک جھوٹ شک کا باعث ہے۔''

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

''اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے اور بے شک جھوٹ شک کا باعث ہے۔''

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے شک و یقین کے معاملے کو بہت اہمیت دی ہے اور ہمیں یہ سکھایا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں یقین کی حالت اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ شک اور جھوٹ ذہنی و روحانی سکون میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

شک سے بچنا

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز میں شک ہو، اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ جب انسان کو کسی کام یا معاملے میں شک پڑ جائے، تو اسے اس کام سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ شک انسان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ شک کی حالت میں فیصلے کرنا ہمیشہ غلط نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

یقین کی بنیاد پر عمل کرنا

جو چیز ہمیں یقین فراہم کرے اور ہم اس میں شک محسوس نہ کریں، اسے اختیار کرنا چاہیے۔ یقین انسان کو سکون اور اطمینان فراہم کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اپنے فیصلے اور اقدامات ایسی باتوں پر مبنی کرنے چاہییں جو ثابت شدہ ہوں اور جن میں کوئی ابہام نہ ہو۔

سچائی اور اطمینان

سچائی اطمینان کا باعث ہے۔ جب انسان سچ بولتا ہے یا سچائی کے راستے پر چلتا ہے، تو اس کے دل میں سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔ سچائی ہمیشہ دل کی پاکیزگی اور ذہنی سکون کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

جھوٹ اور شک کی تباہی

جھوٹ ہمیشہ شک کو جنم دیتا ہے۔ جب انسان جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹے راستوں پر چلتا ہے، تو وہ خود اپنے دل میں ایک قسم کا اضطراب محسوس کرتا ہے اور اس کی زندگی میں سکون نہیں ہوتا۔ جھوٹ ہمیشہ سچ کی مخالفت کرتا ہے اور انسان کے اندر بے چینی پیدا کرتا ہے۔

حالات اور فیصلوں میں احتیاط

اس حدیث میں نہ صرف دینی اعتبار سے بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی احتیاط کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر کسی فیصلہ یا معاملے میں شک ہو، تو بہتر یہ ہے کہ اس سے بچا جائے اور اس راستے کو اختیار کیا جائے جس میں کوئی ابہام نہ ہو۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ یقین کی حالت میں زندگی گزارنا اور شک سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ شک اور جھوٹ انسان کے ذہن میں اضطراب پیدا کرتے ہیں، جبکہ سچائی دل کو سکون اور اطمینان دیتی ہے۔ ہمیں اپنے فیصلے سچائی اور یقین کی بنیاد پر کرنے چاہییں تاکہ ہماری زندگی میں سکون، اطمینان اور اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہو۔

حدیث نمبر 14	تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ

(صحیح بخاری و مسلم: 15، بحار الأنوار، ج17، ص: 14)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

حدیث کا مفہوم

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے مومن کی حقیقت اور محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بلند مقام کو واضح کیا ہے۔ یہاں پر اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ مومن کی ایمان کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت اس کے دل میں اتنی زیادہ ہو کہ وہ اپنی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو محبوب سمجھے۔

www.ilmkidunya.com

محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی اہمیت

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بہت ضروری ہے۔ ایک سچا مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت میں اپنی تمام تر ذاتی تعلقات کو کم تر سمجھتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا دروازہ ایمان کی مکمل حقیقت کے دروازے کے طور پر کھلتا ہے۔

اولاد، والدین اور لوگوں سے محبت

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے والدین، اولاد اور لوگوں سے محبت کا ذکر کیا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان اپنے والدین، اولاد اور اپنے عزیزوں سے محبت کرتا ہے، تاہم، اس حدیث میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ان تمام تعلقات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت ہونی چاہیے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان کا اصل معیار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت ہماری زندگی کے تمام تعلقات سے زیادہ اہم ہو۔

محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور دین میں ربط

جب ایک مسلمان اپنے دل میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی محبت کو اتنی بلند جگہ دیتا ہے کہ وہ اپنے والدین، اولاد اور دنیا کے تمام رشتہ داروں سے زیادہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو محبوب مانتا ہے، تو اس کا ایمان مکمل اور سچا سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سنت اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رضا کے مطابق زندگی گزارنا ایمان کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور عمل

اس حدیث کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ محبت صرف زبانی نہیں، بلکہ عمل میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ایک سچا مومن وہی ہے جو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے فرامین پر عمل کرے اور اپنی زندگی کو اس طرح ڈھالے کہ اس کی محبت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے لیے نظر آئے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ محبتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ایمان کا ایک بنیادی جزو ہے اور ایک مسلمان کی محبت اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے اتنی زیادہ ہونی چاہیے کہ وہ اپنے والدین، اولاد اور دنیا کے تمام تعلقات سے بڑھ کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو محبوب سمجھے۔ اس محبت کا اظہار صرف دل میں نہیں بلکہ عمل میں بھی ہونا چاہیے اور یہی عمل ہمارے ایمان کی مکمل حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

حدیث نمبر 15	اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

(صحیح بخاری و مسلم: 527، مسند ابی الوسائل و مستنبط المسائل، ج 3، ص: 43)

ترجمہ: ''حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب

www.ilmkidunya.com

سے محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، انھوں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا، انھوں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرنا۔"

حدیث کا مفہوم

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔" انھوں نے عرض کیا، "اس کے بعد کون سا؟"

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔" انھوں نے عرض کیا: "اس کے بعد کون سا؟"

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے رستے میں جہاد کرنا۔"

تشریح

اس حدیث میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال کا ذکر کیا اور ان کی ترتیب کو واضح کیا۔ یہ حدیث ہمیں اللہ تعالیٰ کے محبوب اعمال کی اہمیت اور ان کی ترجیحات کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا

نماز کو اس کے مخصوص وقت پر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا وقت پر ادا کرنے میں پابندی کرنا اور غفلت سے بچنا ضروری ہے۔ اس لیے ہمیں عبادت میں وقت کی اہمیت اور اس کے آداب کی ترغیب دی گئی ہے۔ جب انسان نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

والدین کے ساتھ نیکی کرنا

اللہ تعالیٰ کے بعد والدین کا درجہ ہے اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک اور نیک سلوک کرنا ایک بہت بڑا عمل ہے۔ اس حدیث میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد سے پہلے آتا ہے۔ یہ اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو بہت بڑی اہمیت دی ہے اور ان کی رضا کے بغیر انسان کی دنیا و آخرت میں کامیابی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا، یعنی دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنا، آخری پسندیدہ عمل ہے جس کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ یہ عمل اس بات کا غماز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربانی دینا اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کرنا بہت عظیم عمل ہے، تاہم یہاں جہاد کی اصل روح دین کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوشش کرنا ہے۔

اصل پیغام

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اہم عمل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وقت پر عبادت کرنے کی اہمیت دیتا ہو، جیسے نماز کو وقت پر پڑھنا۔ اس کے بعد والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جدوجہد آتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی روزمرہ زندگی میں دینی فرائض اور معاشرتی ذمہ داریوں، دونوں کو اہمیت دینی چاہیے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے راستے

www.ilmkidunya.com

میں ایسے اعمال کے ساتھ گزارنا چاہیے جو اُس کی رضا کا باعث بنیں۔

حل مشقی سوالات

سوال 1 درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے قول، فعل، تقریر یا صفت کو اصطلاحاً کہتے ہیں:

(الف) حدیث (ب) خبر (ج) روایت (د) فقہ

(ii) تدوینِ حدیث کے پہلے دور میں احادیث مبارکہ کا مجموعہ موجود تھا:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس (ب) سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس

(ج) امام شعبی رحمہ اللہ علیہ کے پاس (د) امام عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کے پاس

(iii) مُسنَد اور مُصنَّف کی تدوین کا دور ہے:

(الف) اول (ب) ثانی (ج) ثالث (د) رابع

(iv) تدوینِ حدیث کے عروج کا دور ہے:

(الف) پہلا دور (ب) دوسرا دور (ج) تیسرا دور (ر) چوتھا دور

(v) صحاحِ ستہ کی تدوین ہوئی:

(الف) پہلے دور میں (ب) دوسرے دور میں (ج) تیسرے دور میں (د) چوتھے دور میں

جوابات

(i)	(ii)	(iii)	(iv)	(v)
(الف)	(الف)	(ب)	(ج)	(ج)

اہم کثیر الانتخابی سوالات

۱۔ قرآنِ مجید کی حفاظت کا باقاعدہ اہتمام کب شروع ہوا؟

(الف) عہد صحابہؓ (ب) عہد تابعین رحمۃ اللہ علیہ (ج) عہد رسالت (د) عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اقوال وافعال کی تحقیق اور ترتیب کا باقاعدہ آغاز کس دور میں ہوا؟

(الف) عہد صحابہؓ (ب) عہد تابعینؒ (ج) عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (د) تیسرا ہجری

۳۔ مستشرقین کا یہ دعویٰ کہ احادیث لکھنے کا آغاز کب ہوا؟

(الف) پہلی صدی ہجری (ب) دوسری صدی ہجری (ج) تیسری صدی ہجری (د) چوتھی صدی ہجری

۴۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اقوال وافعال کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) قرآن (ب) حدیث (ج) فقہ (د) اجماع

۵۔ صحاحِ ستہ کی تعداد کتنی ہے؟

(الف) پانچ (ب) چھ (ج) سات (د) آٹھ

www.ilmkidunya.com

۶۔ صحیح بخاری کی تصنیف کس نے کی؟

(الف) امام مسلم (ب) امام بخاری (ج) امام ترمذی (د) امام شافعی

۷۔ حدیث مرفوع کی تعریف کیا ہے؟

(الف) وہ حدیث جسے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا (ب) وہ حدیث جو صحابہ نے بیان کی

(ج) وہ حدیث جو تابعین نے بیان کی (د) وہ حدیث جو اہل بیت نے بیان کی

۸۔ ابن ماجہ کی تصنیف کس نے کی؟

(الف) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ب) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ج) امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (د) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ علم اسماء الرجال کا مقصد کیا ہے؟

(الف) راویوں کی پہچان اور تحقیق (ب) حدیث کی جمع وتدوین (ج) حدیث کی تشریح (د) حدیث کی صحت کی تحقیق

۱۰۔ صحیح مسلم کی تصنیف کس نے کی؟

(الف) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ب) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ج) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (د) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

جوابات

۱۔	(ب)	۲۔	(ج)	۳۔	(ب)	۴۔	(ب)	۵۔	(ب)
۶۔	(ب)	۷۔	(الف)	۸۔	(ج)	۹۔	(الف)	۱۰۔	(الف)

سوال 2 مختصر جواب دیں۔

(i) حدیث کی اہمیت اختصار سے بیان کریں۔

جواب: حدیث کی اہمیت اس بات میں ہے کہ یہ قرآنِ مجید کی تشریح اور وضاحت فراہم کرتی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اقوال وافعال مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے ضروری ہیں اور دین کی سمجھ میں اضافہ کرتی ہیں۔

(ii) کن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس احادیث کے مجموعے تھے؟ کوئی سے چار صحابہ کرام کے نام لکھیں۔

جواب: (۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iii) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح حفاظتِ حدیث کا اہتمام کیا؟

جواب: صحابہ کرام نے احادیث کو یاد کیا، لکھا اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچایا۔ انھوں نے حدیث کے مجموعے مرتب کیے اور اپنے عمل سے اس کی حفاظت کی۔

(iv) تدوینِ حدیث کے دورِ ثانی کی اہم شخصیات میں سے دو کے نام تحریر کریں۔

جواب: (۱) امام شعبی (۲) امام جعفر صادق

(v) صحاح ستہ میں سے دو کتب کے نام مع مؤلفین تحریر کریں۔

جواب: (۱) صحیح بخاری (محمد بن اسماعیل بخاری) رحمۃ اللہ علیہ (۲) صحیح مسلم (مسلم بن حجاج قشیری)

www.ilmkidunya.com

اہم مختصر جوابی سوالات

۱۔ **حدیث کی تعریف کیا ہے؟**

جواب: حدیث نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریر اور صفات پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ دین کی تشریح اور رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

۲۔ **حدیث کی تدوین کب شروع ہوئی؟**

جواب: حدیث کی تدوین کا آغاز حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں ہوا۔ اس دور میں حدیث کو جمع اور محفوظ کرنے کی کوششیں تیز ہوئیں۔

۳۔ **سب سے پہلی تدوینِ حدیث کی کتاب کون سی تھی؟**

جواب: سب سے پہلی تدوینِ حدیث کی کتاب ''موطا امام مالک'' تھی۔ اس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کو ترتیب دے کر جمع کیا تھا۔

۴۔ **حدیث کو صحاحِ ستہ میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟**

جواب: صحاحِ ستہ میں شامل احادیث کی صحت اور معتبر ہونے کی وجہ سے انھیں صحاحِ ستہ میں شمار کیا گیا۔ یہ چھ کتب اسلامی فقہ اور حدیث کی اہم ترین کتب ہیں۔

۵۔ **صحیح بخاری کی تصنیف کا سال کیا ہے؟**

جواب: صحیح بخاری کی تصنیف امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے 256 ہجری میں کی۔ یہ حدیث کی سب سے معتبر اور مشہور کتاب ہے۔

۶۔ **صحیح مسلم کی تعداد کتنی احادیث پر مشتمل ہے؟**

جواب: صحیح مسلم تقریباً 7,563 احادیث پر مشتمل ہے، جن میں مکررات (دہرائی گئی احادیث) بھی شامل ہیں۔

۷۔ **مرفوع حدیث کی کیا تعریف ہے؟**

جواب: مرفوع حدیث وہ ہے جو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قول، فعل، تقریر یا صفت کے طور پر منسوب ہو۔

۸۔ **صحیح بخاری کے مؤلف کا نام کیا ہے؟**

جواب: صحیح بخاری کے مؤلف امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ انھوں نے لاکھوں احادیث میں سے صحیح احادیث کو جمع کیا۔

۹۔ **حدیث کے راوی کی تحقیق کے لیے کون سا علم استعمال کیا جاتا ہے؟**

جواب: حدیث کے راوی کی تحقیق کے لیے ''علم اسماء الرجال'' استعمال کیا جاتا ہے، جس سے راویوں کی ساکھ اور صداقت کو جانچا جاتا ہے۔

۱۰۔ **''صحیح'' اور ''ضعیف'' حدیث میں کیا فرق ہے؟**

جواب: صحیح حدیث وہ ہے جس کے راوی معتبر ہوں اور اس میں کوئی کمی نہ ہو، جبکہ ضعیف حدیث وہ ہے جس میں کوئی نقص یا کمزوری ہو۔

سوال 3: تفصیلی جواب دیں۔

1- **تدوینِ حدیث اور اس کے ادوار پر مفصل نوٹ لکھیں۔**

جواب: دیکھیے سوال نمبر ۲

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام!

- منتخب احادیث سے حاصل ہونے والے اسباق و احکام اخذ کر کے لکھیں۔
- طلبہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ منتخب احادیث میں سے کن کن پر عمل کرتے ہیں فہرست بنائیں۔
- مختلف ادوار میں تدوینِ حدیث کے لیے کیے گئے اقدامات، نکات کی صورت میں لکھیں۔
- دو گروپ بنائیں اور ان کے درمیان کتب حدیث کے موضوع پر سوالیہ مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

www.ilmkidunya.com